مداخلت کسی مذہب میں خلاف قواعد ملک داری ہے ویسا ہی کسی مذہب کی تعلیم کو روکنا علی الخصوص اس مذہب کے جس کو وہ حق سمجھتے ہیں، برخلاف اور بے جا ہے مگر ہمارا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوجودیکہ ہماری گورنمنٹ ایسی ہی ہے مگر کام اس طرح پر ہوئے کہ رعایا کا یہ غلط شبہ رفع نہ ہوا۔

اصل دوم

جاری ہونا ایسے آئین اور ضوابط اور طریقہ حکومت کا جو ہندوستان کی حکومت اور ہندوستانیوں کی عادات کے مناسب نہ تھے

دوم اجرائے ضوابط آئین نامناسب

Secondly-- The promulgation of objectionable laws and procedures.

لیجس لیٹف کونسل سے بھی امور مذہبی میں مداخلت ہوئی۔

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء

Act 21 of 1850.

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء صاف مذہبی قواعد پر خلل انداز تھا۔ پھر اس ایکٹ سے ایک یہ بدگمانی لوگوں کو تھی کہ یہ ایکٹ خاص واسطے ترغیب عیسائی مذہب قبول کرنے کے جاری ہوا ہے کیونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ غیر مذہب کا کوئی آدمی ہندوؤں میں شامل نہیں ہو سکتا پس ہندو تو اس قانون کے مفاد سے محروم تھے۔ غیر مذہب کا آدمی اگر مسلمان ہو جائے تو اس کو اپنے مذہب کی رو سے جو اس نے اختیار کیا ہے، اپنے مورثوں کا متروکہ جو غیر مذہب میں تھے، لینا منع ہے پس کوئی نومسلم بھی اس ایکٹ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا البتہ عیسائی مذہب جس نے قبول کیا ہے، وہ فائدہ مند ہو سکتا تھا۔ اس سبب سے لوگ خیال کرتے تھے کہ علاوہ مداخلت مذہبی کے اس ایکٹ سے صاف ترغیب ہے۔

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء

Act 15 of 1856.

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء درباب بیوہ ہنود کے رسوم مذہبی میں

خلل ڈالتا تھا گو اس میں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں اور پیوستہ بھی لئے گئے مگر ہندو لوگ جو مذہب سے زیادہ پابند رسم و رواج کے ہیں، اس ایکٹ کو نہایت ناپسند کرتے تھے بلکہ باعث اپنی ہتک عزت اور بربادی خاندان کا جانتے تھے اور یوں بدگمانی کرتے تھے کہ یہ ایکٹ اس مراد سے جاری ہوا ہے کہ ہندو کی بیوئیں خود مختار ہو جائیں اور جو چاہیں سو کرنے لگیں۔

عورتوں کی فعل مختاری

Giving liberty to females.

ضابطہ عورتوں کی فعل مختاری کا جو فوجداری عدالتوں میں جاری تھا، کس قدر ہندوستانیوں کی عزت اور آبرو اور رسم و رواج میں نقصان پہنچاتا تھا۔ منکوحہ عورتیں تک فوجداری سے فعل مختار ہو گئیں۔ ولیوں کی ولایت عورات پر سے اٹھ گئی اور یہ باتیں صریح مذہب میں نقصان پہنچاتی تھیں۔ دیوانی عدالت پر جو اس کا تدارک حوالہ کیا گیا تھا بلاشبہ ناکافی اور بے فائدہ تھا اور جس بات کا فی الفور تدارک ہونا از روئے مذہب اور رسم و رواج کے چاہئے تھا وہ ایسی تاخیر اور جھمیلے میں ڈالا گیا تھا کہ زیادہ تر فساد اس سے برپا ہوتا تھا۔ دیوانی کی ڈگریات بابت دلاپانے زوجہ کے بہت ہی کم تعمیل ہوئی ہوں گی۔ اکثر مقدمات ایسے نکلیں گے کہ عورت نے غاصب کے گھر دو دو تین تین بچے بھی جن لئے اور ہنوز مدعی اس یک نشاندہی کی تدبیر میں سرگرداں ہے۔

بعض قوانین خلاف مذہب باوصف متحد المذہب ہونے متخاصمین کے

The promulgation of certain acts in cases wherein the parties are of one religion.

چند ایکٹ اور قانون ایسے ہیں کہ جن کی رو سے باوصف متحد المذہب ہونے متخاصمین کے برخلاف ان کے مذہب کے مقدمات دیوانی عدالت سے فیصل ہوتے تھے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے گورنمنٹ کسی مذہب کی طرف داری کرے۔ مختلف مذہب ہونے کی صورت میں بلاشبہ انصاف کا لحاظ چاہئے بشرطیکہ وہ انصاف دونوں مذہبوں کے یا دونوں اہل مقدمہ کے معاہدہ کے برخلاف نہ ہو الا جب طرفین متحد المذہب ہیں تو

ضرور ہے کہ انہی کے مذہب یا انہی کے رسم و رواج کے مطابق مقدمات حقوق متعلقہ دیوانی کے فیصل ہوں۔

ضبطی اراضی لاخراج
The resumption of Mooafees.

قوانین ضبطی اراضیات لاخراج جس کا آخر قانون ۲ سنہ ۱۸۱۹ء ہے حکومت ہندوستان کو نہایت مضر تھا، ضبطی اراضیات نے جس قدر رعایا ہندوستان کو ناراض اور بدخواہ ہمارے گورنمنٹ کا کردیا تھا اس سے زیادہ اور کسی چیز نے نہیں کیا تھا۔

لارڈ منرو اور ڈیوک آف ولنگٹن صاحب کا قول
Ther result of extinguishing the native states according to Sir Thomas Munro "In place of raising to debase the whole people."
And according to The Duke of Wellington "To degrade and beggar the nativen making them all enemies."

سچ فرمایا تھا لارڈ منرو اور ڈیوک آف ولنگٹن صاحب بہادر نے کہ ضبط کرنا معافیات کا ہندوستانیوں سے دشمنی پیدا کرنی اور ان کو محتاج کر دینا ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ ہندوستانیوں کو کس قدر ناراضی اور دلی رنج اور ہمارے گورنمنٹ کی بدخواہی اور نیز کتنی مصیبت اور تنگی معاش اس سبب سے ان کو تھی، بہت سی معافیات صدہا سال سے چلی آتی تھیں اور ادنیٰ ادنیٰ حیلہ پر ضبط ہوگئیں۔ ہندوستانی صاف خیال کرتے تھے کہ سرکار نے خود تو ہماری پرورش نہیں کی بلکہ جو جاگیر ہم کو اور ہمارے بزرگوں کو اگلے بادشاہوں نے دی تھیں وہ بھی گورنمنٹ نے چھین لیں پھر تو ہم کو اور کیا توقع گورنمنٹ سے ہے۔ ضبطی اراضیات کے باب میں اگر ہمارے گورنمنٹ کی طرف سے یہ عذر صحیح اور واقعی یہی سمجھا جائے کہ اگر ضبطی اراضیات لاخراجی نہ ہوتی تو واسطے پورا کرنے اخراجات گورنمنٹ کے جس کو نہایت کفایت شعاری سے مان لینا چاہئے۔ ہندوستانی آدمیوں سے اور کسی محصول کے لینے کی تدبیر کرنی پڑتی مگر رعایا کو اس سے کسی طرح پر تسلی اور جو مصیبت کہ ان پر پڑی اس کا دفعیہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اس زمانہ میں جہاں جہاں باغیوں نے اشتہارات واسطے بہکانے اور ورغلانے رعایا کے جاری کئے ہیں، سب میں بجز دو باتوں کے یعنی مداخلت مذہبی اور ضبطی معافیات کے اور کسی چیز کا ذکر نہیں ہے۔

اس سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ دونوں باتیں اصلی منشا اور بہت بڑا سبب ناراضی اہل ہند کا تھا۔ علی الخصوص مسلمانوں کا جن کو یہ نقصان بہت زیادہ بہ نسبت ہندوؤں کے پہنچا تھا۔

نیلام زمینداری
The public sales of Zemindaree Rights.

اگلی عملداریوں میں بلاشبہ حقیت زمینداری کی خانگی بیع اور رہن اور ہبہ کا دستور تھا مگر یہ بہت کم ہوتا تھا اور جہاں تک ہوتا تھا برضامندی اور بخوشی ہوتا تھا۔ بعلت باقی یا بعلت قرضہ جبراً اور حکماً نیلام حقیت کا کبھی دستور نہیں ہوا۔ ہندوستان میں زمیندار اپنی موروثی زمینداری کو بہت عزیز سمجھتے ہیں۔ اس کے زوال سے ان کو کمال رنج ہوتا ہے۔ اگر خیال کیا جائے تو ہندوستان میں ہر ایک محال زمینداری کا ایک چھوٹی سی سلطنت دکھائی دیتی ہے۔ قدیم سے سب کی رضامندی سے ایک شخص سردار ہوتا ہے وہ ایک بات تجویز کرتا تھا اور ہر ایک حقیت دار کو بقدر اپنے حصہ زمینداری کے بولنے کا اور دخل دینے کا اختیار ہوتا تھا۔ رعیت باشندہ دیہہ کے چودھری بھی حاضر ہو کر کچھ کچھ گفتگو کرتے تھے۔ اگر کسی مقدمہ نے زیادہ طول پکڑا تو کسی بڑے گاؤں کے مقدم اور سردار کے حکم سے فیصلہ ہو گیا۔ ہندوستان کے ہر ایک گاؤں میں بہت خاصی صورت ایک چھوٹی سلطنت اور پارلیمنٹ کی موجود تھی۔ بے شک بادشاہ کو جس قدر اپنی سلطنت جانے کا رنج ہوتا تھا، اتنا ہی زمیندار کو اپنی زمینداری جانے کا غم تھا۔ ہمارے گورنمنٹ نے اس کا مطلق خیال نہ کیا ابتدائے عملداری سے آج تک شاید کوئی گاؤں باقی ہوگا جس میں تھوڑا بہت نہ انتقال ہوا ہو۔ ابتدا ابتدا میں ان نیلاموں نے ایسی بے ترتیبی سے کثرت پکڑی کہ تمام ملک الٹ پلٹ ہو گیا۔ پھر ہمارے گورنمنٹ نے اس کے تدارک کو قانون اول سنہ ۱۸۲۱ء جاری کیا اور ایک کمیشن مقرر ہوا۔ اس سے اور قسم کی صدہا خرابیاں

برپا ہو گئیں۔ یہاں تک کہ یہ کام حسب دل خواہ انجام نہ ہو سکا اور آخر کار یہ محکمہ بند ہو گیا۔

اس مقام پر ہم یہ گفتگو کرنی نہیں چاہتے کہ اگر سرکار وصول مال گزاری کا یہ قاعدہ مقرر نہ کرتی تو پھر کیا کرتی اور جبکہ زمین مال گزاری سرکار میں مستغرق اور اس کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کیوں نہیں نیلام ہوتی کیونکہ ہم اس مقام پر صرف یہ بات بیان کرتے ہیں کہ سرکشی کے یہ اسباب ہوئے خواہ ان سببوں کا ہونا مجبوری ہوا۔ خواہ ناواقفی سے اور اگر اس امر کی بحث دیکھنی ہو تو ہماری دوسری رائے طریقہ انتظام ہندوستان میں ہے۔ اس کو دیکھو مگر اتنی بات یہاں لکھ دیتے ہیں کہ زمین کا مال گزاری میں مستغرق سمجھنا بہت قابل مباحثہ کے ہے۔ درحقیقت دعویٰ سرکار کا پیداوار پر ہے نہ زمین پر۔

بعوض زر قرضہ نیلام حقیت کے رواج نے بہت سے فساد برپا کئے۔ مہاجنوں اور روپیہ والوں نے دم دے کر زمینداروں کو روپیہ دیئے اور قصداً ان کی زمینداری چھیننے کو بہت فریب برپا کئے اور دیوانی میں ہر قسم کے جھوٹے سچے مقدمات لگائے اور قدیم زمینداروں کو بے دخل کیا اور خود مالک بن گئے۔ ان آفات نے تمام ملک کے زمینداروں کو ہلا ڈالا۔

سختی بندوبست

Heavy assessments of land.

بندوبست مال گزاری جو ہمارے گورنمنٹ نے کیا نہایت قابل تعریف کے ہے مگر اگلے بندوبستوں کی نسبت سنگین ہے۔ اگلی عملداریوں میں بطور خام تحصیل مال گزاری لی جاتی تھی۔ شیر شاہ نے ایک تہائی پیداوار کا حصہ گورنمنٹ مقرر کیا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ میں بہت مشکلیں تھیں اور گورنمنٹ کو نقصان بھی متصور تھا مگر کاشتکار سب آباد رہتے تھے۔ کسی کو ٹوٹا دینا نہ پڑتا تھا۔ اکبر اول نے اسی بندوبست کو یعنی پیداوار کا تہائی

حصہ لینا پسند کیا اور اسی کو جاری کیا مگر بندوبست پختہ کر دیا جس کا ذکر لارڈ الفنسٹن صاحب کی عمدہ تاریخ میں مندرج ہے اور آئین اکبری میں بھی اس کا بیان ہے۔ اکبر نے اقسام زمین کے مقرر کئے اول قسم کی زمین سے جس کا نام پولچ تھا اور ہر سال بوئی جاتی تھی، برابر مال گزاری کا حصہ لیا جاتا تھا۔ دوم قسم کی زمین جس کا نام پروتی تھا اور ہمیشہ کاشت نہ ہوتی تھی بلکہ چندے واسطے زور بڑھانے کے چھوڑ دیتے تھے۔ اس زمین سے انہیں سالوں کی بابت مال گزاری لی جاتی تھی۔ جس میں وہ کاشت ہوتی تھی۔ سوم قسم زمین کی جس کا نام چچر تھا اور تین چار برس سے بے تردد تھی اور اس کی درستی کے لئے خرچ بھی درکار ہوتا تھا، اول سال زراعت میں پچدو لیا جاتا تھا اور پھر بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ پانچویں میں پورا ہوتا تھا۔ چہارم قسم زمین جس کا نام بنجر تھا اور پانچ برس سے زیادہ بے تردد پڑی تھی اور بھی ملائم شرطیں تھیں۔ اس خام بندوبست کا نقدی سے بدلنا اس طرح پر تھا کہ پیداوار ہر بیگہ کی اور ہر قسم زمین کی اوسط کے حساب سے غلہ کے وزن پر نکالی جاتی تھی۔ مثلاً بیگہ پیچھے نو من غلہ کی اوسط پیداوار نکالی اور تین من غلہ اس بیگہ کا کاشتکار سے لینا حصہ گورنمنٹ ٹھہر گیا۔ پھر اوسط نرخ ناموں سے قیمت غلہ قرار دی گئی اور وہ نقدی اس بیگہ کی ٹھہر گئی۔ پھر اس میں بڑی رفاہ یہ تھی کہ اگر کاشتکار بعوض نقدی گرانی نرخ سمجھ کر تین من غلہ دے دے تو اس کو اختیار تھا۔ سرکاری بندوبست میں ان میں سے بہت باتوں کا خیال نہیں رہا۔ افتادہ زمین پر برابر محصول لگ گیا جن زمینوں کا زور بڑھانے کو کچھ دنوں افتادہ رکھنا تھا اس کی منہائی نہیں ہوئی۔ ہر سال برابر جوتے جانے سے زور کم ہو تا گیا، پیداوار کم ہونے لگی جو حساب کہ بندوبست کے وقت لگایا تھا وہ نہ رہا۔ اکثر

اضلاع میں ہر ایک بندوبست سخت ہو گیا- زمینداروں کاشتکاروں کو نقصان عائد ہوئے- رفتہ رفتہ وہ بے سامان ہو گئے- زراعت کا سامان بہت کم ہو گیا اور اس سبب سے جو زمین کاشت کرتے تھے وہ جیسا کہ چاہئے کمائی نہ گئی- اس سبب سے بھی کمی پیداوار ہوئی ادائے مال گزاری کے لئے وہ قرض دار ہوئے- سود قرضہ زیادہ ہونے لگا- بہت سے زمیندار مال گزار جو بہت اچھا سامان اور معقول خرچ رکھتے تھے، مفلس ہو گئے- جن دیہات میں افتادہ زمین سوا تھی وہ اور زیادہ خراب ہو گئی- ازبل تامسن صاحب بہادر اپنے ہدایت نامہ کی دفعہ ۶۴ میں لکھتے ہیں کہ آئین نہم سنہ ۱۸۳۳ء کے بندوبست میں علی العموم یہ بات نظر آتی ہے کہ اچھے دیہات کی جمع کچھ نرم تجویز ہوئی اور خراب دیہات کی جمع سنگین ہو گئی- زمینداروں کی ناجائز منفعتیں جاتی رہیں- اگرچہ یہ بات بہت اچھی تھی مگر بندوبست کے وقت اس کی رعایت چاہئے تھی جو نہ ہوئی غرضیکہ ان اسباب سے زمینداروں اور کاشتکاروں کو مفلسی نے گھیر لیا تھا جس کے سبب باوجود اس امن اور آسائش کے جو زمینداروں کو تھی، ان کے دل سے پچھلی عملداریوں کی یاد بھولتی نہ تھی-

تعلقہ داریوں کا شکست علی الخصوص اودھ میں

The abolition of Talookdaree rights, particularly in the Oudo provinces.

تعلقہ داری بندوبست کا شکست کر دینا اگرچہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس میں کچھ ناانصافی ہوئی- عمدہ سبب فساد کا ہوا خصوصاً ملک اودھ میں یہ تعلقہ دار راجہ بنے ہوئے تھے- اپنی تعلقہ داری کے دیہات میں حکومتیں کرتے تھے، نفع اٹھاتے تھے- وہ بادشاہت اور منفعت ان کی دفعتاً جاتی رہی- اسباب یں بھی کہ اگر سرکار یہ نہ کرتی تو اصل زمینداروں کو ان ظالموں کے ہاتھ سے کیونکر نکالتی- اس مقام پر بحث نہیں کرنے کے بلکہ اس کی بحث ہماری دوسری رائے میں ہے- یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے

کہ شکست تعلقہ داری بھی سبب سرکشی ہے-

اسٹامپ

The introduction of stamp paper.

اسٹامپ کا جاری ہونا بالکل ایک ولائتی پیداوار ملک کا قاعدہ ہے- جہاں زمین کی آمدنی گویا کہ نہیں لی جاتی- ہندوستان میں اس کا جاری کرنا اور پھر رفتہ رفتہ اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا جانا جس کی انتہا اب قانون دہم سنہ ۱۸۲۹ء میں ہے- بلاشبہ خلاف طبائع اہل ہند بلکہ بنظر حالات مفلسی اہل ہند نامناسب تھا- اسٹامپ کے جاری ہونے میں پچھلے لوگ بہت بحث کر گئے ہیں اور بہت سی دلیلیں پیش ہوئی ہیں کہ اس کا اجرا مفید ہے اور بہت غالب تر دلیلیں پیش ہوئی ہیں کہ اصلی بات برخلاف اس کے ہے مگر ہم اس مقام پر ان سب بحثوں سے قطع نظر کرتے ہیں اور اتنا لکھنا کافی سمجھتے ہیں کہ ان بحثوں کی حاجت ان ملکوں میں ہے جہاں کی رعایا تربیت یافتہ اور متمول اور راست باز معاملہ فہم ہے- ہندوستان کی رعایا جو دن بدن مفلس ہوتی جاتی ہے وہ ہرگز اس زیرباری اٹھانے کے لائق نہیں- سب عقلا اس محصول کو ناپسند کر گئے ہیں- ان کا قول ہے کہ دستاویزات پر محصول لگانا جتنا قابل الزام اور بے وجہ محض ہے اس سے زیادہ برا وہ محصول ہے جو کاغذات پر انصاف کرنے کے لئے لیا جاتا ہے- علاوہ زیرباری اخراجات کی بہت سی صورتوں میں عدالت گستری سے باز رکھتا ہے چنانچہ مل صاحب کی کتاب پولٹیکل اکانومی اور لارڈ بروم صاحب کی پولٹیکل فلوزوفی اس کی ناپسندیدہ ہونے سے پُر ہیں اور جس قدر کہ ولایت میں اس پر عذر ہے، اس سے بہت زیادہ ہندوستان میں اس کے رواج پر الزام ہے-

دیوانی عدالت کا انتظام پنجاب سے اچھا ہے مگر اصلاح طلب ہے

دیوانی عدالت کا انتظام جو پریذیڈنسی بنگال اور آگرہ میں ہے، وہ نہایت شائستہ ہے- اس کو اس غدر میں کچھ مداخلت نہیں- میں جانتا ہوں کہ اکثر حکام کی رائے اس کے برخلاف ہو گی

The system of Civil Administration in the Bengal Provinces superior to that in the Punjab, but requires revision in certain points.

اور پنجاب کے انتظام کو پسند کرتے ہوں گے مگر یہ گفتگو نہایت قابل بحث کے ہے۔ قانون پنجاب کا ایک مجمل مطلب ہے۔ انہی قوانین کا جو اس ملک میں جاری ہیں۔ ان کے بسط اور پھیلاؤ اور عمل درآمد کے واسطے قواعد مقرر نہیں ہیں۔ ہر حاکم اس میں خودمختار ہے۔ سب حاکموں کی رائے سلیم ہونی ضرور نہیں ہے۔ پھر اس میں کس قدر خرابیاں انجام کو پڑنی متصور ہیں۔ دیوانی کا محکمہ سب محکموں سے زیادہ تر عمدہ ہے جس پر نہایت اہتمام چاہئے۔ یہی محکمہ ہے جس پر آبادی ملک اور اجرائے تجارت اور افزونی بنج بیوپار و استحکام حقوق منحصر ہیں۔ پنجاب میں یہ محکمہ نہایت کم قدر ہو رہا ہے۔ حکام مطلق متوجہ نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ متوجہ ہونے کی فرصت نہیں جس قدر مقدمات غور طلب بسبب انتقالات اور معاملات کثیر اور بسبب زیادہ مدت ہو جانے عملداری سرکار کے اس ملک میں ان ملکوں کی عدالتوں میں درپیش ہوتے ہیں۔ وہ ابھی تک پنجاب میں نہیں اور جب ہوں گے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ قوانین پنجاب ان کی درستی سے فیصلہ کرنے کو کافی نہیں۔ اس غدر میں دیوانی عدالت کا جس قدر اثر پایا جاتا ہے وہ صرف اتنا ہے اول انتقالات حقیت دوم مقروض ہونا یا مدیون ڈگری ہونا لوگوں کا کہ یہ دونوں باتیں آپس کے فساد کی باعث ہوئیں نہ مقابلہ سرکار کی ان باتوں سے آپس میں دلی رنج تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عملداریوں کو سستی ہوتی ہے آپس کے تنازعے سے فسادات برپا ہوتے ہیں۔ پھر ان دونوں باتوں میں جو لوگوں کو آپس میں رنج تھا، سب سے بڑا سبب اس کا یہ تھا کہ انتقالات ناواجبی اور قرضہ ناجائز لوگوں کے سر پر ہو گیا تھا۔ وہ جھوٹی ڈگریوں کے مدیون ہو گئے تھے اور اسی سبب سے دیوانی عدالت پر الزام لگایا جاتا ہے۔ خیال کرنا چاہئے

کہ جس قدر کم توجہی اور ابتری اور سرسری تحقیقات اور خود اختیاری حکم مجوزہ مقدمات دیوانی کی پنجاب میں ہے، وہ بہت اس سے زیادہ خرابیاں پیدا کرے گی۔ دیوانی عدالت کی تاثیر دس برس میں ظاہر نہیں ہوتی۔ پچاس برس بعد پنجاب کو ممالک مغربی شمالی کے انتظام اور تاثیر عدالت دیوانی سے مقابلہ کرنا چاہئے نہ اب ہم اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ پریذیڈنسی بنگال اور آگرہ کا قانون متعلق مقدمات دیوانی قابل اصلاح ہے۔ انفصال مقدمات میں بہت تاخیر ہوتی ہے۔ اسٹامپ کے بیش قیمت ہونے سے اپیل کے ہر مقدمہ میں بہت سے درجات قائم ہونے سے لوگوں کو زیرباری ہے۔ حکام دیوانی کو بعض قسم کا اختیار نہ دینے سے انفصال مقدمات میں ہرج تھا۔ سو اس کو ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۳ء نے کچھ کچھ رفع کیا اور جس قدر باقی ہے، وہ قابل اصلاح ہے۔ اس میں اگر زیادہ گفتگو دیکھنی منظور ہو۔ ہماری دوسری رائے کو جو درباب انتظام ہندوستان ہے، اس کو ملاحظہ کرو۔

اصل سوم

ناواقف رہنا گورنمنٹ کا رعایا کے اصلی حالات اور اطوار اور عادات اور ان مصائب سے جو ان پر گزرتے تھے اور جن سے رعایا کا دل ہمارے گورنمنٹ سے پھٹتا جاتا تھا

سوم ناواقفیت گورنمنٹ حال رعایا سے

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے گورنمنٹ کو رعایا کے حالات اور اطوار اور جو جو دکھ ان کو تھے، ان کی اطلاع نہ تھی